کتاب وحکمت

مولانا محمد رفیق چودھری

کیا قرآن 'میزان' ہے؟

جاوید احمد غامدی کہتے ہیں کہ الفرقان اور المهيمن وغیرہ اسمائے قرآنی کی طرح المیزان بھی قرآن کے ناموں میں سے ایک نام اور اس کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''چوتھی چیز یہ ہے کہ قرآنِ مجید اس زمین پر حق و باطل کے لئے 'میزان' اور 'فرقان' اور تمام سلسلۂ وحی پر ایک مُهیمن کی حیثیت سے نازل ہوا ہے:

﴿اللهُ الَّذِيْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ﴾ (الشوریٰ:۱۷)

''اللہ وہی ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب اُتاری یعنی 'میزان' نازل کی ہے۔''

اس آیت میں والمیزان سے پہلے 'و' تفسیر کے لئے ہے۔ اس طرح المیزان درحقیقت یہاں الکتاب ہی کا بیان ہے۔ آیت کا مدعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کے لئے قرآن اُتارا ہے جو دراصل ایک میزانِ عدل ہے اور اس لئے اُتارا ہے کہ ہر شخص اس پر تول کر دیکھ سکے کہ کیا چیز حق ہے اور کیا باطل؟ چنانچہ تولنے کے لئے یہی ہے، اس دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس پر اسے تولا جاسکے۔''

(میزان: ص۲۲، طبع دوم اپریل ۲۰۰۲ء، واُصول ومبادی: ص۲۳، ۲۲ طبع فروری ۲۰۰۵ء)

ہمارے نزدیک 'میزان' نہ تو قرآن کے ناموں میں سے کوئی نام ہے اور نہ اس کی صفات میں سے کوئی صفت بلکہ وہ وحی کے لئے ہرگز میزان نہیں ہے۔ جس آیت سے اُنہوں نے قرآن کے میزان ہونے کا استدلال کیا ہے، وہ استدلال بھی کئی لحاظ سے غلط ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

① قرآن مجید کے پچپن (۵۵) اسماء اور صفات کی مکمل فہرست امام بدرالدین زرکشی نے البرهان في علوم القرآن میں اور امام سیوطی نے الإتقان میں دے دی ہے مگر ان

میں 'میزان' کا نام یا صفت کہیں شامل نہیں ہے۔ (ملاحظہ ہو: البرہان: ج۱/ص۲۷۳ تا ۲۷۶)

④ علامہ زمخشری (جسے غامدی صاحب إمام اللغة مانتے ہیں، دیکھیں: میزان ج۱/ص۱۲۸ طبع ۱۹۸۵ء) نے اپنی تفسیر الکشاف میں سورۃ الشوریٰ کی مذکورہ بالا آیت میں الکتاب سے بھی قرآن مراد نہیں لیا بلکہ جنسِ الکتاب مراد لی ہے جس کا مطلب ہے: وہ سلسلۂ کتب جو اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے میں نازل کیا ہے۔ اس سے خاص قرآن مراد نہیں لیا جاسکتا، بلکہ ہر الہامی کتاب اس میں داخل ہے۔ اس کے علاوہ علامہ زمخشری نے میزان کو قرآن کی صفت نہیں مانا بلکہ 'وٗ' کو عاطفہ مانا ہے اور قرآن اور میزان کو دو الگ الگ چیزیں قرار دیا ہے۔ نیز اُنہوں نے میزان کے دو معنی لکھے ہیں، ایک 'عدل وانصاف' اور دوسرے 'ترازو'

لہٰذا جب عربی زبان کے امامِ لغت نے مذکورہ آیت میں نہ تو قرآن کو میزان قرار دیا ہے اور نہ 'وٗ' کو بیان یا تفسیر کے معنوں میں لیا ہے بلکہ واؤ عاطفہ قرار دے کر اس سے 'عدل وانصاف' یا 'ترازو' کے معنی لئے ہیں تو غامدی صاحب کس بنیاد پر اس آیت سے قرآن کا میزان ہونا مراد لے سکتے ہیں؟ الکشاف کی پوری عبارت باحوالہ یوں ہے:

أنزل الکتاب، أي جنس الکتاب ﴿وَالْمِيْزَانَ﴾ والعدل والتسوية، ومعنی إنزال العدل أنه أنزله في کتبه المنزلة وقيل الذي يوزن به

(الکشاف: ج۳/ص۴۶۵، طبع مصر ۱۳۹۲ھ)

آیتِ مذکورہ کا یہی مفہوم امام طبریؒ نے 'تفسیر طبری' میں، امام قرطبیؒ نے 'تفسیر قرطبی' میں، حافظ ابن کثیرؒ نے 'تفسیر ابن کثیر' میں، علامہ شوکانیؒ نے 'فتح القدیر' میں، علامہ محمود آلوسیؒ نے 'روح المعانی' میں اور احمد مصطفیٰ مراغیؒ نے 'تفسیر مراغی' میں بیان کیا ہے۔

ان میں سے کسی مفسر نے اس آیت میں الکتاب سے نہ تو قرآن مراد لیا ہے اور نہ میزان کو اس کی صفت قرار دیا ہے۔ بلکہ اُمتِ مسلمہ کے یہ تمام معتمد علیہ اور عربی زبان وادب کے ماہر مفسرین کرام اس آیت کا ایک ہی مفہوم مراد لیتے ہیں کہ اس میں الکتاب سے سلسلۂ کتب مراد ہے اور میزان سے یا تو عدل وانصاف مراد ہے یا پھر ترازو مراد ہے، ان میں سے کسی نے بھی اس آیت کا وہ مفہوم نہیں لیا جو غامدی صاحب اس آیت سے کشید کرتے ہیں۔

③ قرآن کی تفسیر خود قرآن سے کرنا اعلیٰ اور معتبر ترین تفسیر ہوتی ہے، کیونکہ "القرآن یُفسِّر بعضه بعضا" کا اُصول ایک مُسلّمہ اُصول ہے۔ اس اُصول کے تحت جب ہم اس آیت کے نظائر کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان سے بھی قرآن کا میزان ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

اس سلسلے میں مثال کے طور پر صرف دو آیات ملاحظہ ہوں:

(الف) ﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾ (الحدید:۲۷)

''بے شک ہم نے اپنے پیغمبروں کو نشانیاں دے کر بھیجا اور اُن کے ساتھ کتابیں نازل کیں اور ترازو بھی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔''

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے ہر دور میں واضح نشانیوں کے ساتھ پیغمبر بھیجے، کتابیں نازل کیں اور ان کتابوں کے ساتھ ترازو یعنی عدل و انصاف کا تصور اور اس کے بارے میں حکم بھیجا تاکہ لوگ عدل و انصاف پر قائم رہیں اور ظلم و زیادتی سے باز رہیں۔

مذکورہ بالا آیت سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں ہوتی کہ قرآن میزان ہے، کیونکہ اگر یہ مان لیا جائے کہ قرآن میزان ہے تو لامحالہ یہ بھی ماننا پڑے گا کہ یہ قرآن تمام پیغمبروں پر نازل ہوا ہے جب کہ واقع میں ایسا نہیں ہے۔ میزان تو پہلے بھی تھی اور عدل و انصاف کا تصور اور حکم پہلے بھی تھا مگر قرآن صرف اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ ہی پر نازل ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن میزان نہیں ہے۔

(ب) 'میزان' کے معنی و مفہوم کو سمجھنے کے لئے ایک نظیر یہ بھی پیش نظر رہے کہ

﴿وَالسَّمَاۗءَ رَفَعَهَا وَ وَضَعَ الْمِيْزَانَ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَ لَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ﴾ (الرحمٰن:۷تا۹)

''اور اُسی نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو رکھ دی تاکہ تم لوگ تولنے میں زیادتی نہ کرو بلکہ انصاف سے پورا تولو اور کم نہ تولو۔''

سورۂ رحمٰن کی ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے پہلے آسمان کی تخلیق کا ذکر فرمایا ہے اور پھر میزان یعنی ترازو رکھنے کو واضح فرمایا ہے۔ پھر یہ حکم دیا ہے کہ تول ٹھیک رکھو، پورا تولو اور تول

میں کمی نہ کرو۔ ان آیات کا سیدھا سادا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان بنانے کے بعد انسانوں کو میزان کا تصور دیا ہے تاکہ وہ عدل و انصاف سے کام لیں، تول پورا رکھیں اور تول میں ہرگز کمی نہ کریں۔

یہ آیات بھی قرآن کے میزان ہونے کی نفی کرتی ہیں۔ کیونکہ آسمان، زمین، سورج اور چاند کی تخلیق کے ساتھ اوّل روز سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو میزان یعنی عدل و انصاف کا تصور دیا اور پھر حکم دیا کہ لوگ عدل و انصاف سے کام لیں، ترازو سیدھی تولیں اور ڈنڈی نہ ماریں۔

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے نزول سے بھی بہت پہلے وضع المیزان (میزان رکھی گئی) ہوچکی تھی۔ اس لئے قرآن کو میزان قرار دینا کسی طرح صحیح نہیں۔

④ ایک معمولی عقل کا آدمی بھی جانتا ہے کہ میزان (ترازو) کا کام کسی شے کو صرف تولنا اور اس کا وزن بتانا ہوتا ہے، اس کا کام اچھی اور بُری یا اصلی اور نقلی چیز میں فرق و امتیاز کرنا نہیں ہوتا۔ آپ اصلی اور نقلی سونے کو تول کر اُن کا وزن معلوم کرسکتے ہیں مگر میزان کے ذریعے سونے کے اصلی یا نقلی ہونے کا پتہ نہیں چلا سکتے۔ میزان کا کام تولنا ہے، وہ کھری چیز کو بھی تولے گی اور کھوٹی چیز کو بھی تولے گی، وہ حلال شے کو بھی تولے گی اور حرام شے کو بھی تولے گی مگر وہ کھری اور کھوٹی چیز میں یا حلال اور حرام شے میں امتیاز نہیں کرسکے گی۔

غامدی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ جب وہ قرآن کو 'میزان' قرار دیتے ہیں تو وہ گویا قرآن کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔ گویا نعوذ باللہ قرآنِ مجید ایک ایسی میزان ہے جو اس لئے نازل ہوئی تاکہ لوگ اس کے ذریعے سے ہر طیب، نجس، پاک اور ناپاک چیز کو تول کر اس کا وزن معلوم کرلیا کریں۔

⑤ دراصل غامدی صاحب کے لئے قرآن کو 'میزان' کہنا ایک 'ضرورت' ہے تاکہ وہ اس کی آڑ میں آسانی سے جس حدیث کا جب چاہیں، یہ کہہ کر انکار کردیں کہ یہ تو قرآن کی 'میزان' پر تولنے کے بعد 'باطل' ثابت ہوئی ہے لہٰذا اسے ردّی کی ٹوکری میں پھینک دیا جائے۔ یاد رہے کہ غامدی صاحب اپنی اس 'میزان' کے حربے سے بالفعل بہت سی احادیث صحیحہ کا انکار کرچکے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ غامدی صاحب کا یہ کہنا کہ قرآن میزان ہے ایک بالکل بے اصل بات ہے۔

البتہ غامدی صاحب نے اپنی کتاب کا نام 'میزان' ضرور رکھا ہے، گویا اُنہیں یہ اِدعا ضرور ہے کہ ان کی یہ کتاب ایک میزانِ عدل کی حیثیت رکھتی ہے۔ایک طرف تو وہ یہ حیثیت قرآن کو دیتے ہیں، اور ساتھ ہی اپنی تصنیف کو بھی اسی شان سے متصف ٹھہراتے ہیں!!

⑥ کبھی صرف قرآن میزان ہے تو کبھی سنت بھی میزان!

غامدی صاحب کبھی صرف قرآن کو میزان قرار دیتے ہیں اور کبھی اس کے ساتھ سنت کو بھی میزان ٹھہراتے ہیں۔ کبھی ایک میزان اور کبھی دو میزانیں۔ چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ

''قرآن میزان ہے ..... چنانچہ تولنے کے لئے یہی ہے۔اس دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس پر اسے تولا جاسکے۔'' (میزان ص ۲۲، طبع دوم اپریل ۲۰۰۲ء)

''ہر چیز اب اسی میزان (قرآن) پر تولی جائے گی۔'' (میزان: حصہ اوّل، ص ۱۴۰، طبع ۱۹۸۵ء)

مگر دوسرے موقع پر صرف قرآن ہی میزان نہ رہا بلکہ قرآن کے ساتھ سنت بھی میزان بن گئی۔ پہلے ایک میزان تھی، اب دو ہوگئیں اور تضاد بالکل واضح ہوگیا۔ چنانچہ 'اشراق' جس کے مدیر غامدی صاحب ہیں، میں یہ اشتہار عرصے تک چھپتا رہا کہ

''قاری محترم! اشراق ایک تحریک ہے، علمی تحریک ..... فکر و نظر کو قرآن و سنت کی میزان میں تولنے کی تحریک.....'' (ماہنامہ اشراق، بابت اپریل تا دسمبر ۱۹۹۱ء)

اس طرح غامدی صاحب ایک طرف صرف قرآن کو میزان قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف سنت کو بھی میزان مانتے ہیں اور یہ چیز اُن کے ہاں کھلے تضاد کی صورت میں موجود ہے!

'غامدیت' پر نئی کتاب 'غامدی مذہب کیا ہے؟'

'محدث' کے باقاعدہ قارئین جانتے ہیں کہ اس ماہنامہ میں عرصۂ دراز سے جاوید احمد غامدی کے افکار و نظریات پر تحقیق و تنقید کا سلسلہ جاری ہے جن میں بالخصوص اگست ۲۰۰۱ء اور جون ۲۰۰۵ء میں محدث کی دو خصوصی اشاعتیں اور اسی موضوع پر ۱۹۹۱ء سے تسلسل کے ساتھ شائع ہونے والے بیسیوں مضامین قابل مطالعہ ہیں۔

گذشتہ سال جون ۲۰۰۶ء سے جناب چودھری محمد رفیق صاحب نے، جو غامدی صاحب کے دیرینہ ہم دم وہم نشین بھی رہے ہیں، ان کے نظریات پر باقاعدگی کے ساتھ نقد و نظر کا سلسلہ شروع کیا جسے کافی پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔ ہمارے قارئین کے لئے یہ خبر انتہائی مسرت کا باعث ہوگی کہ چودھری صاحب کے محدث میں شائع ہونے والے مضامین پر مشتمل کتاب شائع ہوکر مارکیٹ میں آگئی ہے۔ کتاب کی ضخامت ۲۷۰ صفحات ہے اور قیمت ۱۷۰ روپے ہے جسے ادارۂ محدث اور مکتبہ قرانیات، اُردو بازار سے طلب کیا جاسکتا ہے۔

31